

## — فلیش بیک —

بچہ۔ جال بچے کے چہرے کے آگے۔ پھرتیلیوں کا جال بلیںک سپیس میں  
اُبھرتا ہے۔ ہینڈل پر بچے کا ہاتھ۔ جال حرکت میں آتا ہے۔ مگر اس مرتبہ بچہ  
بھی سکریں پر آتا ہے۔ سلوموشن میں صرف دو قدم بھاگتا ہوا۔

## — فلیش بیک ختم —

کیمرا جال پر۔ مگر اب جہاں سورج تھا۔ وہاں جال کے چھپے عائشہ کھڑی ہے۔  
اس طرح کہ سورج نظر نہیں آتا۔ ہاتھ میں ایک پیالی ہے۔ بالکل بے حس و حرکت  
کھڑی ہے۔

عائشہ :- (مُسکرا کر۔ وہ بے حد خوب صورت لگ رہی ہے) کیا تمہارے اور میرے

درمیان یہ جال ہمیشہ حائل رہے گا ؟

صابر اپنی کھلی آنکھیں جھپکتا ہے۔ اور پھر عائشہ کو جال کے چھپے دیکھ کر حیران  
رہ جاتا ہے۔

صابر :- عائشہ تم ! تم اتنی سویرے یہاں کیا کر رہی ہو ؟

عائشہ :- (پیالی اُونچ کر کے) چینی لینے آئی تھی۔ خالہ جان باورچی خانے میں ناشتہ

تیار کر رہی تھیں۔ کہنے لگیں صابر صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اسے کہو ناشتہ

کر لے آج اُسے انٹرویو کے لیے جانا ہے۔

صابر :- ہاں آج مجھے پھر انٹرویو کے لیے جانا ہے۔

عائشہ :- (جال کو تنہا مٹے ہوئے) اسے سمیٹ کر اندر رکھ آؤں ؟

صابر :- (ترشی سے) نہیں !

عائشہ جال چھوڑ دیتی ہے۔

عائشہ :- پچھلی مرتبہ میں نے غصے میں جانے نہیں کیا کیا کہہ دیا۔۔۔۔۔ تمہیں

دُکھ ہوگا... مجھے بھی افسوس ہے۔ لیکن صابر... سورج کی جانب پرواز

کرنے سے ہمیشہ پر جمل جاتے ہیں... تم....

صابر :- (رک رک کر) میرے پر موم کے نہیں ہیں عائشہ !

عائشہ :- تمہاری ڈگریاں۔ تعریفی اسناد۔ قابلیت۔ سب موم کے پر ہیں صابر۔ انہیں

زمانے کی حدت سُلگا کر خاک کر سکتی ہے۔ ہاں اگر تم زمانے کا ساتھ دو۔ اور

زمانے میں تمہارے والدین۔ میری امی اور میں.... عائشہ سب شامل ہیں۔

تو یہی موم کے پر پتھر کے بن سکتے ہیں۔ کبھی نہ پگھلنے والے....

صابر :- (سر ہلا کر) پتھر کے پروں سے تم پرواز تو نہیں کر سکتے۔

عائشہ :- ہاں! لیکن وہ تمہیں اتنی بلندی پر بھی نہیں لے جاتے جہاں سے گر کر تم

اپنے آپ کو چکنا چور کر لو۔

ماں کی آواز آتی ہے۔

ماں :- صابر بیٹے ناشتہ کر لو۔ دیر ہو رہی ہے۔

صابر اٹھتا ہے۔ ایک نظر جال پر ڈالتا ہے۔ پیچھے کھڑی عائشہ مسکرا رہی ہے۔

## سین نمبر ۹

منظر کا سیٹ۔ وہی کمرہ۔ صرف دو کرسیاں ایک سرے پر اور ایک دوسرے

سرے پر۔ انٹرویو جاری ہے۔ آواز نہیں ہے۔ صابر مودب ہو کر بیٹھا ہے۔ کبھی کبھار زبردستی

کی مسکراہٹ چہرے پر لاتا ہے۔ جو فوراً بجھ جاتی ہے۔ بار بار سر ہلاتا ہے۔ جیسے بس سر!

بس سر کہہ رہا ہو۔ انٹرویو ختم ہوتا ہے۔ انٹرویو والے دو شخص سرگرمیوں میں تبادلاً خیال

کرتے ہیں۔ پھر ایک صابر سے مخاطب ہوتا ہے۔

شخص :- تھینک یو مسٹر صابر! ہمیں افسوس ہے کہ آپ سیلز ایگزیکٹو کے لیے

موزوں نہیں ہے۔ دکھائیں گے لیکن اگر آپ پسند کریں تو ہم آپ کو سینئر

کلرک لینے کے لیے تیار ہیں۔

صابر کا مسکراتا چہرہ سنجیدہ ہو جاتا ہے، جیسے وہ اپنی کامیابی کے بارے میں یقین

رکھتا تھا۔... چہرے پر مایوسی...

شخص ۲ :- اور وہ بھی صرف اس لیے کہ آپ کے والد کے ایک جاننے والے نے آپ کی

سفارش کی تھی۔

صابر بالکل STUN ہو جاتا ہے۔

شخص ۲ :- کہیے آپ کو ہماری آفر منظور ہے؟

کیمبر صابر کے چہرے پر کلوز ہوتا ہے، وہ سخت ذہنی کش مکش میں مبتلا ہے۔ مایوسی  
جھنجھلاہٹ، شکست کا تاثر۔

### فلپش بیک

BLANK SPACE - اس میں تیلیوں کا جال ابھرتا ہے۔ دستے پر تپے  
کی مٹھی۔ ایک بچہ۔ سلوموشن میں۔ بھاگتا ہوا۔ افق پر سورج۔ وہ جال لیے اُس  
سورج کو جال میں پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سورج جال کے عین درمیان میں  
آتا ہے۔ یہاں منظر ساکت ہو جاتا ہے۔ پھر ایک جھٹکے سے منظر حرکت میں آتا ہے۔  
جیسے سورج جال سے نکل گیا ہے۔ بچہ پھر بھاگ رہا ہے ہنستا ہوا۔ سورج کا پیچھا  
کرتے ہوئے۔ جال میں پھر ایک مرتبہ سورج نظر آتا ہے۔ منظر پھر ساکت ہو جاتا  
ہے۔ دوبارہ ایک جھٹکے کے ساتھ حرکت۔ اسی طرح چار پانچ مرتبہ۔ آخری سٹیل میں  
بچہ سر جھکائے واپس جا رہا ہے۔ ناکام!

### فلپش بیک ختم

## سین نمبر ۱۰

صابر ڈرائینگ روم میں داخل ہوتا ہے۔ باپ حُقتے سے منہ اٹھا کر اس طرف دیکھتا ہے۔ ماں کپڑا سینے سے سر اوپر اٹھا کر دیکھتی ہے۔ اس کے قریب بیٹھی ہوئی رہتی ہے۔ بہن صوفے پر لیٹی ایک رسالہ پڑھ رہی ہے۔ صابر کو دیکھ کر اٹھ پڑتی ہے۔ صابر آہستہ آہستہ چلتا ڈرائینگ روم سے نکلتا ہے۔ یہاں وہی موسیقی جو منظر ۱ میں تھی۔ صحن میں داخل ہوتا ہے۔ تار پر جال لٹک رہا ہے۔ تھکے ہاتھوں سے جال سمیٹتا ہے۔ واپس ڈرائینگ روم میں آتا ہے۔ جال کو کارنس پر پہلے کی طرح پھیلا دیتا ہے۔ سب لوگ اس کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ انتہائی دکھ کے ساتھ۔ جال پھیلا کر پیچھے ہٹنے لگتا ہے۔ اور پھر نظر عائشہ کی تصویر پر پڑتی ہے، جو جال کے پیچھے آگئی ہے۔ عائشہ کو ایک نظر دیکھتا ہے۔ جال اٹھا کر تصویر نکالتا ہے۔ اور اسے جال کے آگے کارنس پر رکھ دیتا ہے۔ کیمرا تصویر پر کلوز ہوتا ہے۔ پس منظر میں جال۔

## ○ پانی کا قیدی

ایک مونتاژ۔ روشن دین ماشکی، ڈبلا پتلا مگر مضبوط جسم کا مالک۔ عمر تقریباً چالیس برس تمام ماشکیوں کی طرح پانی ڈھوتے ہوئے پاؤں سے ننگا رہتا ہے۔ تہمد، گرتہ اور گپڑی جو صافنے کا کام بھی دیتی ہے۔

۱۔ طویل سیڑھیاں جن کا آخری سرانظر نہیں آتا، البتہ ایک روشنی ہے۔ جو اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ بالآخر یہ ختم ہوتی ہیں۔ روشن بھری ہوئی مشک اٹھائے اوپر دیکھتا ہے اور پھر ایک عزم کے ساتھ چڑھنے لگتا ہے۔ چال میں لغزش نہیں، بھرپور استقامت ہے وہ آخر تک جا کر روشنی میں گم ہو جاتا ہے۔

۲۔ مختلف مکانوں کی سیڑھیاں، وقت صبح کا بازار میں چھڑکاؤ کر رہا ہے۔ صحنوں میں جلوائی کی دکان۔ بڑے بڑے ٹیکے بھر رہا ہے۔ مختلف برتن مثلاً گھڑے، صراحیاں، دیگیں بھرتی چلی جاتی ہیں اور یہاں سے کیمہ ایک بلڈنگ سائٹ پر جاتا ہے۔ روشن کی مشک اینٹوں پر خالی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اور چند مزدور بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ روشن نلکے پر جاتا ہے۔ پاس ہی مکان کا مالک یا ٹھیکیدار چار پانی پر بیٹھا ہے۔

روشن :- ڈیڑھ بجنے میں بیس منٹ، میں ملک جی ؟

ملک :- دگھڑی دیکھ کر، ہاں... روشن وقت کا تجھے پتہ ہوتا ہے تو پوچھنا کیوں ہے بار بار؟

روشن :- ہم دیہاتی لوگ کچے کوٹھوں پر اترتے سالیوں سے اندازہ لگا لیتے ہیں ملک جی... پر شہر میں آکر سب غلط ملط ہو جاتا ہے۔

ملک :- مگر یہ تو ساری پکی آبادی ہے روشن دین۔ یہاں...  
روشن :- ہم دیہاتی شہر آتے ہیں ملک صاحب تو وہ کچے کوٹھے بھی ہمارے ساتھ چلے آتے ہیں، ہمارے جسم کا ایک حصہ بن کر۔ پھر ہمارے اندر ٹک ٹک شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ کیا دقت ہو گیا ہے۔

ملک :- پھر تو تمہیں پانی سے دور رہنا چاہیئے روشن دین، ہمیں وہ کچا کوٹھا ڈھس نہ جائے۔

روشن :- نہیں ملک جی وہ تو آپ کے پگے چوباروں سے بھی زیادہ پگاہے۔ اس کی بنیادیں بڑی مضبوط ہیں۔

ملک :- اپنی بنیادیں مضبوط رکھ اور ادھر ہماری بنیادیں سوکھ رہی ہیں۔  
روشن :- میں اچھی طرح چھڑکا دکرا آیا ہوں ملک جی۔ اینٹیں بھی ترکر دی ہیں اب اجازت دیں مجھے دہر ہو رہی ہے۔

ملک :- روزانہ ڈیڑھ دو گھنٹے کے لیے کہاں چلا جاتا ہے اس وقت۔  
روشن :- اپنی پیاس بجھانے ملک جی۔

اس دوران ایک تھیلے سے جوتے نکال کر پہن لیتا ہے۔

— CUT —

ایک انگریزی میڈیم شاندار سکول۔ چھٹی ہو رہی ہے۔ بچے یونیفارم پہنے باہر نکل رہے ہیں۔ چند خواہنے والے بھی دکھائے جاتے ہیں۔ جن کے گرد بچوں کا ہجوم ہے۔

روشن انتظار کر رہا ہے۔ ایک بچہ نکلتا ہے بہت سمارٹ۔ وہ روشن کی طرف آتا ہے۔ روشن اسے اٹھا کر چلنے لگتا ہے مگر بچہ ادھر ادھر دیکھ کر نیچے اتارنے کو کہتا ہے۔ پھر روشن کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

CUT

ایک کٹری یا گنجان محلہ۔ ایک بوسیدہ کواڑوں والا دروازہ۔ روشن اور بچہ آتے ہیں۔ روشن تالا کھول کر اندر جاتا ہے۔ دو چار پائیاں۔ ایک کے چاروں طرف بچے نے کتابوں اور اخباروں میں سے تصویریں کاٹ کر چسپاں کر رکھی ہیں۔ وہاں وہ اپنا کتابوں والا چھوٹا سوٹ کیس رکھتا ہے۔ ایک طرف گھڑوں کا سٹینڈ ہے جس پر پانچ چھ گھڑے رکھے ہیں۔ روشن آگے بڑھ کر گھڑے کے اوپر ٹکے گلاس کو اٹھا کر پانی ڈالتا ہے اور بچے کی طرف بڑھتا ہے۔ سب گھڑے بھرے ہوئے ہیں۔

روشن :- پی ے بیٹے پیاس لگی ہے ناں ؟

بچہ :- (ناگوار سے) اتنی سردی میں ؟

روشن :- سردی ہو یا گرمی جسم تو خشک ہوتا رہتا ہے ناں۔ ہمارے بزرگوں کا (خود گھونٹ بھرتا ہے) کہنا ہے کہ پانی کا ایک گھونٹ تھکا دٹ کو، غصے کو، نفرت کو سرد کر دیتا ہے۔

اور یہ کرتا ہے بیٹے۔ تجھے گرم گرم دودھ لادوں حلوائی سے ؟

بچہ :- نہیں آبا۔ تجھے کام پر واپس جانے میں دیر ہو جائے گی۔ میں خود پی آؤں گا روٹی کھانے کے بعد۔

روشن :- د ایک پٹلی کھولتا ہے، ٹھنڈی نہ ہو گئی ہوں۔ آلو کی ٹکیاں لایا ہوں۔ تمہارے لیے۔

بچہ :- آج پھر وہی ٹکیاں ....

روشن :- میں شام کو جلدی آجاؤں گا تو دونوں باپ بیٹا مل کر بھیجیہ بنا لیں گے۔

بچہ :- ارے آبادہ بھی تو آلو کی ہوگی...

روشن :- تو پھر داپسی پر ہیں شلغم لے آؤں گا۔ چاول بھی ہیں، اُبال لیں گے۔

بچہ :- اور حلوہ بھی آبا؟

روشن :- ہاں۔ تم نے یاد رکھا آج جمعرات ہے۔

بچہ :- آبا جب آپ چھوٹے ہوتے تھے تو آپ بھی حلوہ کھایا کرتے تھے؟

روشن :- بس عید بقر عید پر... اُن دنوں چینی تو ہوتی نہیں تھی رگڑ کا بناتے

تھے۔ میری ماں بناتی تھی۔

بچہ :- بہت مزیدار ہوتا ہوگا ماں کا بنایا ہوا۔

روشن :- (چونک کر) نہیں بس ایسا ہی ہوتا تھا۔ جس طرح کا ہم بناتے ہیں، ہم

تو چینی سے بناتے ہیں۔ لے اب تو جلدی سے روٹی کھالے۔ تھوڑی دیر

آرام کر کے پھر اطمینان سے بیٹھ کر گھر کا کام کرنا۔

بچہ :- (فیس کا رڈ آگے کر کے) آبا کل فیس بھی جمع کروانی ہے۔

روشن :- تو کروادیں گے۔ مالدار لوگ ہیں ہم۔ اس مرتبہ کتنی ہے؟

بچہ :- پچھتر روپے...

روشن :- دس روپے بڑھ گئے؟

بچہ :- کھیلوں کے لیے چندہ ہے۔

روشن :- بیٹا تو کھیلا ویلا مت کر بس کتابوں میں ہی دھیان رکھ۔

بچہ :- آبادہ کھلاتے کہاں ہیں۔ صرف چندہ لیتے ہیں۔

روشن :- ربان کا بھلا کرے جو کرتے ہیں اچھا کرتے ہیں۔ بہر حال میں تو چاہیے

پھیرے لگاؤں تو دس روپے جمع ہوتے ہیں (سوچ کر) یا یہ نہیں ہو سکتا

کہ میں فیس دینے کی بجائے تمہارے سکول میں پانی بھرا یا کروں۔ پچھتر



روپے کی جتنی بھی مشکیں بنتی ہیں چار آنے فی پھیرا کے حساب سے۔

بچہ :- میری بے عزتی ہوگی ابا۔

روشن :- ہیں؟ کام کرنے میں بھی بے عزتی ہو جاتی ہے بیٹے؟

بچہ :- پہلے ہی تمام بچے میرا مذاق اڑاتے ہیں کہ تمہارا باپ ماشکی ہے۔

روشن :- وہ تو میں ہوں۔ میرے باپ دادا بھی یہی کام کرتے تھے۔ تم ان کو کہا کرو کہ

تمہارے باپ بھی تو لوہار ترکھان اور موچی وغیرہ ہیں۔ یہ انجینیر اور فرنیچر

والے اور شو سٹور والے یہی کچھ تو ہوتے ہیں۔ (چونک کر) اوہ تین بچے والے

ہیں۔ میں چلتا ہوں اور پیاس لگے تو.... خیر.... کمرے میں ہی رہنا۔

میں جلدی آ جاؤں گا۔ پھر کھانا پکائیں گے دونوں۔

بچہ :- دودھ پینے بھی نہ جاؤں؟

روشن :- ہاں سچ۔ چاچے حلوائی کی دکان تک ہی جانا۔

پیسے نکال کر دیتے ہوئے — جوتا اتار کر بغل میں دبا تا ہے، اور دروازے سے

نکل جاتا ہے۔ بچہ کھانا کھانے لگتا ہے۔

— CUT —

رات کا وقت۔ روشن مشک کاندھے پر ڈالے آ رہا ہے۔ بازار خالی ہے۔ حلوائی

کی دکان بھی بند ہے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر جوتی پہنتا ہے۔ اندر داخل ہوتا

ہے۔ بچے کا بستر خالی ہے۔ پریشان ہو کر باہر آتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ پھر

اندر جا کر تالانکالتا ہے۔ دروازے کو لگانے لگتا ہے کہ سامنے کے مکان سے فاطمہ

نکلتی ہے۔

فاطمہ :- روشن یہ وقت ہے آنے کا؟

روشن :- بس کیا بتاؤں بہن فاطمہ.... اور مراد....

فاطمہ ہر اندر آ جا...۔

دونوں فاطمہ کے مکان میں جاتے ہیں۔ اندر مراد سویا ہوا ہے۔

روشن :- اودہ شکر ہے۔ میں تو گھبرا گیا تھا۔

جا کر اس کا ماتھا چومتا ہے۔

فاطمہ :- تھوڑی دیر پہلے روتا روتا آیا تھا کہنے لگا آبا نہیں آئے مجھے ڈر لگ

رہا ہے۔ میں نے دم دلا سا دیا۔ کھانا کھلایا۔ پھر را بیاں کے ساتھ کھیلتا

رہا۔ ابھی ابھی سویا ہے۔

روشن اپنی پوٹلی ٹٹولتا ہے جس میں شلغم ہیں۔ فاطمہ کا خاوند آنکھیں ملتا ہوا آتا ہے۔

شریف :- تم بھی حد کرتے ہو روشن دین۔

روشن :- بس پانی نے پاؤں باندھ لیے تھے۔ ٹھیکیدار کہنے لگا کہ ساتھ والی کوٹھی

پر لینٹر پڑ رہا ہے۔ پھیرے کے دُگنے پیسے دوں گا۔ میں لاپچ میں آگیا اس

کی فیس بڑھ گئی ہے ورنہ ....

شریف :- کتنی مرتبہ کہا ہے کہ دیر سے آنا، ہو تو اسے ادھر چھوڑ جایا کر۔

روشن :- شریف بھائی آپ کے سہارے ہی تو اسے یوں اکیلا چھوڑ کر اطمینان

سے چلا جاتا ہوں ورنہ روزا خباروں میں آتا ہے کہ بچہ گھر سے نکلاد اور

.... رب خیر کرے۔ اللہ رحم کرے۔

فاطمہ :- میں تو آتی جاتی جھانک کر آتی ہوں۔ مگر پھر بھی تجھے شام ہونے ہی

لوٹ آنا چاہیئے۔

شریف :- اچھا جیلا گزارہ ہوتا ہے تم دونوں کا، پھر کہوں لاپچ کرتے ہو۔ بچے کو

اکیلا چھوڑ دیا جائے تو وہ خرگوش کی طرح ہو جاتا ہے سہما ہوا۔ دُبکا ہوا۔

روشن :- بس غلطی ہو گئی۔

مُراد کو اٹھاتا ہے۔

اللہ تم دونوں پر ہمیشہ خوشیوں کا مینہ برسائے۔

فاطمہ :- کھانا کھاؤ گے روشن بھائی ؟

روشن :- میرے دانے پانی کا بندوبست ہے۔ مہربانی۔ اچھا بہن۔

———— CUT ————

اپنے کمرے میں لا کر مُراد کو لٹاتا ہے۔ مُراد آنکھیں کھولتا ہے۔

مُراد :- تم آگئے آبا۔

روشن :- (گلے لگا کر) ہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ میرے بیٹے... میرے بیٹے۔

... روتا رہا ہے ؟ ارے ہم زیادہ دیر کام نہ کریں گے تو مالدار آسامی کیسے

کہلا نہیں .... مالدار آسامی ہیں تو تجھے بہترین ادل نمبر سکول میں ڈالا ہوا

ہے ناں .... اور پھر کپڑے بھی اُس دکان سے لے کر پہناتے ہیں جہاں سے

وہ سارے انجینیئر اور افسر وغیرہ اپنے بیٹوں کے لیے خریدتے ہیں .... ارے

روتا رہا ہے ؟

کندھے سے ہٹا کر دیکھتا ہے۔ مُراد سویا ہوا ہے۔ مسکرا کر لٹا دیتا ہے۔ پھر پوچھتی کھول

کر شلغم پھینے لگتا ہے۔ مگر پھر کچھ سوچ کر اٹھتا ہے اور پانی کا ایک گلاس پی کر سو

جاتا ہے ....

———— CUT ————

صبح کی اذان۔ روشن جاگتا ہے۔ کیل سے ٹکی مشک اٹھا کر اسے فرش پر بچھاتا ہے

پھر اُس پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔

روشن :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے رب ہمیشہ کی طرح آج بھی تجھ سے روزی  
چھو کر کا طلب گار ہوں۔

اسے ہلکا رکھنا۔ میرا بوجھ کم کرنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مشک اٹھا کر کا ندھے پر ڈال لیتا ہے۔ مُراد کروٹ لیتا ہے۔

مُراد :- آبا آپ ہر صبح مشک اٹھانے سے پہلے بسم اللہ کیوں پڑھتے ہیں۔

روشن :- یہ ہم مائیکوں کا دستور ہے بیٹے۔ اس طرح برکت ہوتی ہے۔ ہمارے

بڑے بوڑھوں ہیں ایسے لوگ بھی تھے جن پر اللہ پاک اتنا مہربان تھا کہ

ان کی بھری ہوئی مشکوں کو موتیوں کے پھول سے بھی ہلکا رکھتا تھا۔

مُراد :- وہ بھی ننگے پاؤں پانی بھرتے تھے۔

روشن :- ہاں۔ پانی پاک ہوتا ہے۔ اور پاک جگہ پر آدمی ننگے پاؤں ہی جاتا ہے۔

لیکن تو کیوں اٹھ کر بیٹھ گیا ہے صبح سویرے۔۔۔۔۔ ابھی سو جا تھوڑی دیر

شباباش۔ میں چاچے حلوائی کو بھگتا کے آتا ہوں۔

CUT

نلکے سے مشک بھرتا ہے اور حلوائی کی دکان پر جا کر اس کی دکان میں پانی ڈالتا ہے۔ سنائی

کرواتا ہے۔ کڑا ہیروں اور مٹی کے مشکوں میں پانی ڈالتا ہے۔

حلوائی :- پیشہ ہم دونوں نے مشکل چننا ہے روشن دین۔

روشن :- میرا تو جدی پشتی کام ہے چاچے۔۔۔۔۔ پیشہ تو میرا بیٹا چنے گا پڑھ لکھ کر۔

اُسی کے لیے تو گاؤں چھوڑ کر شہر کے ایک ڈربے میں بند ہو گیا ہوں۔ اور

پھر دیسے بھی ہمارا پیشہ اب سوکھ رہا ہے۔ ختم ہو رہا ہے۔ رب بھلا کرے

اس پانی کے محکمے کا دوسری تیسری منزل پر رہنے والے تو سوکھے ہی

رہتے ہیں اور ہماری روزی لگی، موٹی ہے یا پھر تم جیسے بارہیلی ہیں جو

کرم کر دیتے ہیں۔

حلوائی :- اللہ پاک کرم کرنے والا ہے روشن۔ جتنا پانی ہمیں درکار ہوتا ہے ناں۔

صبح سویرے اس کے لیے تو ٹیوب ویل بھی لگوا لیں تو گزارہ نہ ہو... رات

دیر سے آیا تھا؟

روشن :- ہاں بس...

حلوائی :- مراد آیا تھا دودھ پینے۔ تو اُسے پیسے دے کر کیوں بھیجتا ہے۔ میرا کوئی

حق نہیں اس پر؟

روشن :- لے چاہے تو مجھ سے مفت میں پانی بھرو الیا کر تو میں بھی....

حلوائی :- کمینی باتیں ہی کرتا ہے یا۔ اور سن۔ سچ سچ بتا دے رات کو دیر سے

کیوں آیا تھا؟

روشن :- اب تو کمینی باتیں کر رہا ہے۔ بڑی کالونی میں ایک مکان کا لینٹر پڑ

رہا تھا وہاں لگا رہا۔ پھر واپسی پر بس نہ ملی تو پیدل آنا پڑا۔

حلوائی :- ہاں شہر بہت پھیل رہا ہے۔ جہاں زمین کا ٹکڑا خالی نظر آئے لیجنٹ

لوگ کالونی بنا کر پلاٹ بیچنے لگتے ہیں۔

روشن :- اناڑی ماشکی ہونا تو اس کی مشک بہت پھول جاتی ہے مگر اس

میں پانی کم ہوتا ہے اور ہوا زیادہ۔ شہر بھی اس طرح پھیل رہا ہے۔ لے

یہ منٹ بھی بھر گیا ہے۔ اب مجھے چھ مشکوں کے بدلے میں حلوہ پورے

دے دے۔ مراد انتظار کر رہا ہوگا۔

حلوائی :- یہ لے۔ مراد پڑھ لکھ کر نوکر ہو جائے ناں تو اس مشک کے ٹکڑے

کاٹ کر محلے کے بچوں میں بانٹ دینا۔

روشن :- نہ چاہے۔ بس اس میں جان نہیں ہے ورنہ تو اس نے مجھے ایک ماں

کی طرح اپنے سینے سے لگائے رکھا ہے۔ یہی تو ہم باپ بیٹوں کے پیٹ کی  
 پیاس بجھاتی ہے۔ مُراد کی نیس ادا کرتی ہے۔ کوٹھڑی کا کراہہ دیتی ہے۔  
 ناں چاچے۔ مُراد جب بڑا افسر ہوگا تو اسے اس کے ڈرینگ روم میں  
 سجاؤں گا۔ تاکہ اسے یاد رہے کہ اسے بڑا بنانے والا کون تھا۔

ہنس کر      نوا بھی تو آسمان پر بادل چھائے ہیں۔ پہلا قطرہ بھی نہیں گرا اور میں  
 دھواں دار بارش کے خواب دیکھنے لگا۔

### — CUT —

کمرے میں آتا ہے۔ مُراد کو حلوہ پوری کھلاتا ہے جو اس دوران سکول جانے  
 کے لیے تیار ہو چکا ہے۔ اُسے سکول لے کر جاتا ہے۔ پھر دو تین شاٹ اس کی  
 مصروفیت کے اور پھر ڈیڑھ بجے وہ مُراد کو لینے جاتا ہے۔ مُراد کی انگلی پکڑتا ہے اور  
 واپس آ رہا ہے۔ پیچھے پیچھے دو نوجوان لڑکے آ رہے ہیں۔ لڑکے آواز دیتے ہیں۔  
 نوجوان ملے :- ارے اد بھائی .... اوئے میاں ....  
 روشن ٹھہر جاتا ہے۔

نوجوان ملے :- کون ہو تم ....

نوجوان ملے :- کہاں سے آ رہے ہو ؟

روشن :- میں ... میں روشن ماشکی ہوں جی اور ....

نوجوان ملے :- اور یہ لڑکا کیا لگتا ہے تمہارا ۔

روشن :- دیکھتے ہوئے، آپ کا کیا خیال ہے باؤ کہ کیا لگتا ہے۔

نوجوان :- (طنز پر) بیٹا ہوگا تمہارا ۔

روشن :- ہاں۔

نوجوان :- ہاں۔ تمہارا ہی لگتا ہے۔ وہی صاف ستھرے کپڑے، وہی صورت شکل

انگریزی سکول میں پڑھا رہے ہو؟

روشن :- جی ہاں ...

نوجوان :- جی ہاں کے بچے ۔ بچے کو اغوار کر رہے ہو چلو تھانے ۔ قہر خدا کا دن دہاڑے  
معصوم کو لیے جا رہا ہے ۔

روشن :- (قدرے پریشان ہو کر) نہیں باؤ جی غلطی لگی ہے آپ کو ۔ خون کے رشتوں  
کا اندازہ کپڑوں سے تو نہ لگائیے ۔ میرا بیٹا ہے ۔ کیوں مراد بیٹے ؟

مراد :- ہاں آبا جی ۔ یہ میرے آبا جی ہیں ۔

نوجوان :- دیکھو اس معصوم کو کتنا ڈرا رکھا ہے ۔ کیوں بیٹے ۔ اس نے کہا تھا کہ ہاتھ  
پاؤں توڑ دوں گا ۔ اگر ...

مراد :- میرے آبا جی ہیں ۔

روشن :- بیٹے یہ نہیں مانیں گے ۔ اور ان کا قصور بھی نہیں ہے ۔ (اپنے کپڑوں کی  
طرف دیکھتے ہوئے) چلو ٹھیک ہے ان کی سیر ہو جائے گی ۔ آئیے میرے ساتھ ۔

———— CUT ————

حلوائی کی دکان بانار میں ۔ وہ نوجوان جیسے پوچھ چکے ہیں ۔ معذرت بھری نظروں  
سے روشن کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں ۔

حلوائی :- یا تو اسے اتنا بنا سنوار کر نہ بھیجا کر اور یا پھر خود کام کے کپڑے پہنا کر ۔

روشن :- سوٹ پہن کر پانی بھرا کر دوں ۔

حلوائی :- تو پھر بھگتنا کر ۔ ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی تیری گردن دبوچے چلا آ رہا  
ہوتا ہے ۔

روشن :- چاچے پانی کا قیدی ہو کر اچھے کپڑے کیسے پہن لوں ۔ جوتی پہن کر  
تو جاتا ہوں ۔

حلوائی :- بڑا احسان کرتے ہو مُراد پر کم از کم مشک تو اتار کر کہیں رکھا یا کرو۔  
 روشن :- (کھسیانا ہو کر) یہ کندھے سے اتار دوں تو ذرا کتنی کھانے لگتا ہوں سیدھا  
 نہیں چلا جاتا۔ چل دودھ پلا مُراد کو۔  
 حلوائی :- (دہنس کر) کتنی مشکوں کا۔

———— CUT ————

کوٹھڑی میں۔ روشن زمین پر بیٹھا مشک کا ٹھہ رہا ہے۔ مُراد چار پائی پر پڑھ  
 رہا ہے۔

مُراد :- ابا، یہ طوفانِ نوح کیوں آیا تھا۔  
 روشن :- حضرت نوحؑ کی قوم سیدھے راستے پر نہیں چلتی تھی۔ اللہ میاں نے پانی  
 کا عذاب بھیج دیا۔  
 مُراد :- مگر ابا آپ تو کہتے ہیں پانی اللہ میاں کی رحمت ہے۔ پاک شے ہے۔  
 روشن :- بندہ پاک ہو تو پانی بھی پاک رہتا ہے۔ ورنہ عذاب بن جاتا ہے دیکھو نا  
 اگر مشک اس کھال کی بنی ہو جو حلال کیے ہوئے جانور کی ہوتی ہے تو اس  
 کا پانی پاک ورنہ.....

مُراد :- (اٹھ کر) ابا طوفانِ نوحؑ میں مائشکیوں کا کام تو ٹھپ ہو گیا ہوگا میں  
 اسے کندھے پر اٹھا کر دیکھ لوں۔

روشن :- (خوش ہو کر) ہاں ہاں کیوں نہیں۔  
 مُراد بڑی مشکل سے کندھے پر اٹھاتا ہے۔ ادھر ادھر گھومتا ہے۔ جیسے پانی دے  
 رہا ہو.....

روشن :- مٹی مضبوط رہنی چاہیے۔ مگر کو ایک دم مت جھکاؤ۔ آہستہ آہستہ۔ (ایک  
 دم سنجیدہ ہو کر اٹھتا ہے۔ اور مُراد کے کندھے سے مشک اتار لیتا ہے،



مُراد :- کیا ہوا آبا ؟

روشن :- جو انسان ایک مرتبہ اٹھائے وہ ہمیشہ کے لیے جھک جاتا ہے۔ میں تجھے

ایک سرو کے درخت کی طرح سیدھا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں

کہ ہمارے خاندان میں آخری جھکا ہوا آدمی میں ثابت ہوں۔ ہم بھی سرائٹھا

کر چار چوہیرے دیکھیں کہ دنیا کیسی ہے۔

مُراد :- آبا آدمی جھک کیوں جاتا ہے؟

روشن :- بیٹے ایک اچھی مشک بھی بنتی ہے اگر کھال میں کوئی ٹک نہ ہو۔ کوئی

سوراخ نہ ہو۔ اللہ میاں نے سب کی کھال کو بے داغ بنایا ہے۔ پھر کچھ

لوگوں کی کمینگیاں اور لاپچ ان کی کھالوں میں سوراخ کر دیتی ہیں۔ ان

سوراخوں میں سے ان کے حصّے کا بوجھ بہہ جاتا ہے جو دوسروں کو اٹھانا

پڑتا ہے۔ اور وہ جھک جاتے ہیں۔

مُراد :- ابا آپ نے اب کام پر نہیں جانا ؟

روشن :- نہیں آج میں تیرے پاس رہوں گا۔ رات دیر سے آیا تھا نا۔ فیس

دے آیا تھا ؟

مُراد :- ہاں ابا۔ اور پتہ ہے میں کلاس میں واحد ٹرکا ہوں جو پورے وقت

پہرہ ماہ فیس جمع کرواتا ہے۔ ابا میں راہیاں کے گھر چلا جاؤں کھیلنے

کے لیے۔

روشن :- میں تو تیرے لیے — خیر چلا جا، گھر جلدی آ جانا، پھر دونوں باپ بیٹا

بیٹھ کر ہانڈی پکائیں گے۔ اور ٹھہر۔ (اٹھ کر پانی کا گلاس دیتا ہے)

لے پی لے

مُراد منہ بناتا ہے۔ اور روشن خود ہی ایک گھونٹ بھر کر رکھ دیتا ہے۔

روشن :- اچھا جلدی آجانا۔

واپس آکر مشک گانٹھنے لگتا ہے۔

### CUT

ایک مونثہ روشن کی زندگی کا چھوٹے برتنوں سے بڑے مٹوں تک بھرتے ہیں۔ روشن کی مٹھی کھلتی ہے۔ اجرت ملتی ہے۔ یہی مٹھی کوٹھڑی میں مراد کی پھیلی ہوئی ہتھیلی میں کھلتی ہے۔ مونثہ مٹھی۔ مونثہ مٹھی۔ مراد ہتھیلی بند کر دیتا ہے۔ اور کیمرو آہستہ آہستہ اس پر جاتا ہے۔ وہ جوان ہو چکا ہے۔

روشن :- بیٹے ایم اے تو تم نے پاس کر لیا ہے اب کون سے امتحان کے لیے نہیں داخلہ چاہیے۔۔۔

مراد :- نرا پیرا ایم اے کرنے سے آج کل کیا ہوتا ہے۔ آبا۔ پرائیویٹ فرموں میں تو باپ کا نام اور کام دیکھ کر نوکریاں ملتی ہیں۔ میں مقابلے کے امتحان میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔ شاید قسمت وہاں ساتھ دے جائے۔

روشن :- وہاں باپ کا نام اور کام نہیں پوچھتے۔

مراد :- انٹرویو میں پوچھتے ہیں لیکن اگر تحریری امتحان میں نمبر اچھے ہوں تو اتنا زیادہ فرق نہیں پڑتا۔

روشن :- پڑتا ضرور ہے مراد کندھے اچسکتا ہے، تو پھر یہ مت کہنا نا کہ تیرا باپ ماشکی ہے کہنا کہ پانی کے ٹیکے میں ہے۔ بلکہ سپلائی کے ٹیکے میں لیکن تمہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ جھکے ہوئے لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔ کہہ دینا کہ میرا باپ ماشکی ہے۔ اس کا باپ بھی ماشکی تھا۔ مگر میں سرور کا بوٹا ہوں۔ کیونکہ میری جڑوں کو حق حلال کی رودی کا پانی ڈال کر سینچا گیا ہے۔ یہ تو فخر کی بات ہے بیٹے۔

مُراد :- میرے لیے تو ہے آبا۔ لیکن آپ نے سرور ڈھول بجا کر اعلان کرنا ہے کہ ہم  
 ناشکی ہیں۔ اس روز بھی جب میرے دوست مجھے ملنے آئے تو آپ نے یہی باتیں  
 چھیڑ دیں کہ کون سے چٹڑے کی مشک چھٹی بنتی ہے۔ اور اس کی سلائی کے لیے  
 کون سا دھاگا استعمال کرنا چاہیے۔

روشن :- مجھے جو باتیں آتی ہیں وہی کر سکتا ہوں۔ میں نے جو کسب کیے ان کا ذکر ہی  
 کر سکتا ہوں تو نہ لایا کر اپنے دوستوں کو دیکھوں میں نہی،

مُراد :- اوہو آبا۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا مجھے معاف کر دیں۔ قسم سے آپ کہیں نا  
 تو میں اب بھی مشک اٹھالوں اس طرح میں پہلا ایم اے پاس ناشکی ہوں  
 گا۔ مجھے معاف کر دیں۔

روشن :- جا۔۔۔ جاکر فیس جمع کروادے۔ رب سچا تجھے اس امتحان میں بھی پاس  
 کرے۔

مراد جانے لگتا ہے۔

روشن :- اور سن۔ (پانی کا گلاس بھر کر دیتا ہے) یہ پی لے۔ سائیکل چلاتے وقت  
 پیاس لگے گی۔ (مراد پانی پیتا ہے۔ اور سائیکل نکال کر باہر چلا جاتا ہے)

— CUT —

رات کا وقت۔ مُراد سائیکل پر حلوائی کی دکان کے قریب سے گزرتا ہے۔ ”سلام چلچے“  
 پھر کوٹھڑی کے دروازے پر رکتا ہے۔ دروازہ بند ہے۔ سامنے دیکھ کر وہاں جاتا  
 ہے۔ راہیاں جھاڑو دے رہی ہے۔ مُراد ناک پر رومال رکھ کر کھڑا رہتا ہے۔ وہ  
 پیاس آکر اُدھر دیکھتی ہے۔

راہیاں :- (دوپٹہ اوڑھ کر) تم مُراد۔ بڑے دنوں کے بعد آئے ہو۔

مُراد :- مقابلے کے امتحان کے لیے بڑی پکی تیاری چاہیے۔ سارا دن لائبریری میں

بیٹھا رہتا ہوں۔ اب بھی وہیں سے آرہا ہوں۔ چاچا، چاچی کہاں ہیں۔

رابیاں :- کسی شادی پر گئے ہیں۔

مُراد :- اور تجھے گھر چھوڑ گئے ہیں۔

رابیاں :- کبھی نہ کبھی تو چھوڑ ہی جاؤں گی۔ مراد تو کب تک فارغ ہو جائے گا پڑھائی سے۔

مُراد :- رائے شک کی نظروں سے دیکھتا ہے کیوں پوچھتی ہے؟

رابیاں :- چاچے روشن نے کہا تھا کہ جب تو پڑھائی سے فارغ ہو جائے گا۔

مُراد :- تو کیا؟

رابیاں :- تو پھر۔

مُراد :- پھر؟

رابیاں :- (موضوع بدل کر) رومال کیوں رکھا ہے اپنے ناک پر۔ بو آتی ہے ہمارے گھر میں سے۔

مُراد :- ارے نہیں۔ وہ تم اتنی دھول اڑا رہی تھیں کہ۔۔۔ ہاں سچ آبا نہیں آیا ابھی تک کچھ کہہ گیا تھا؟

رابیاں :- ہاں کہتا تھا ایک شاپنگ سنٹر کی چھت پڑ رہی ہے۔ دیر سے آؤں گا۔

مُراد کو کھانا کھلا دینا۔ لاؤں؟

مُراد :- کیا۔

رابیاں :- کھانا نہیں کھاؤ گے؟

مُراد :- نہیں۔ میرا مطلب ہے مجھے بھوک نہیں ہے۔ ایک گلاس دودھ پی لیتا ہوں۔

رابیاں :- ہیں نے تو آلو کی ٹکیاں بنائی تھیں۔